خدا سے انعام پانے والوں کے رستہ کی دعا کرتے ہوئے اپنے عمل پر ہمیشہ نظر رکھیں

یہ رستہ بڑی مشکلوں اور تکالیف کا رستہ ہے اس کا خیال کر کے ہی انسان کا دل کانپ جاتا ہے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۲۰
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۶/۴۱ | اتوار ۱۳۔ شوال ۱۴۱۱ھ، ۲۸۔ شہادت ۱۳۷۰ہش، ۲۸۔ اپریل ۱۹۹۱ء | نمبر ۹۵

جو مانگیں ہوش سے مانگیں پھر اللہ تعالیٰ سے فضل کی امید رکھیں اور رحم کے طلبگار ہوں کہ وہ ان مشکلوں کو آسان کر دے جو ہم خود خدا سے طلب کر رہے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہم باقی دنیا کے اعمال کی بھی نگرانی کرنے والے ہوں اور انہیں علم سکھانے والے بنیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۵۔ شہادت ۱۳۷۰ہش (۵ اپریل ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رمضان کا آخری عشرہ

"رمضان مبارک اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے اور آج رات سے وہ عشرہ شروع ہوگا جس عشرے میں ایسی مبارک گھڑیاں بھی آتی ہیں جب خدا تعالیٰ کے فضل سے قبولیت خود آسمان سے نیچے اترتی ہے اور دعاؤں کو دلوں سے اٹھاتی ہے اور ایک ایسی رات بھی آنے والی ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے، جس کے متعلق فرمایا کہ وہ ساری عمر کی تمام راتوں سے بہتر رات ہے۔ اگر اس کی برکتیں نصیب ہو جائیں تو انسان کی زندگی بن جائے۔ پس یہ وہ دن ہیں جو خاص دعاؤں کے دن ہیں ــــــــ یہ وہ راتیں ہیں جن راتوں کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس طرح زندہ کر دیا کرتے تھے، اس طرح روشن کر دیا کرتے تھے کہ دنوں کی روشنی سے ان کی روشنی بڑھ جاتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو ہمیشہ عبادت پر مستعد رہتے ہیں ان راتوں میں تو یوں لگتا تھا کہ کمر کس لی ہے اور ایسے مستعد ہو گئے گویا آرام کو بھول گئے۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو سہولت کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ اتنی محنت نہ کر، اسے کچھ کم کر دے۔

پس یہ وہ عشرہ ہے جو بہت سی برکتیں لے کر آنے والا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے زیادہ سے زیادہ بندوں کو اس عشرے کی برکتوں سے نوازے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی نظر میں ان برکتوں کے مستحق ٹھہریں۔

بہت سے کمزور ہیں جو اس عشرے میں جاگ اٹھتے ہیں۔ جو سارا سال غفلت میں سوئے پڑے رہتے ہیں۔ اُن کے لئے بھی ہمیں دعا کرنی چاہیئے .... ایسے بھی ہیں جو اس عشرے سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں کہ شاید ہم اس کا حق نہ ادا کر سکے ہوں۔ ایسے بھی ہیں جو روزے نہیں رکھ سکتے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی سب خلقت اس کی رحمتیں لوٹ رہی ہے اور ہم محروم ہوئے بیٹھے ہیں۔ اگرچہ قرآن کریم میں اُن کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ تم پر کوئی حرج نہیں۔ تمہارا کوئی جرم نہیں اور خدا تعالیٰ تم سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ مگر دلوں کا کیا علاج کہ وہ اپنے آپ کو محروم سمجھتے اور اس محرومی میں جلتے ہیں۔ ان کے لئے بھی ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سکینت کے سامان فرمائے اور ان کی محرومیوں کو عنایات میں تبدیل فرما دے اور ان کی دعاؤں کو جس حال میں بھی وہ ہیں اس حال میں سنے۔ ایسے بھی ہونگے جو اُٹھ نہیں سکتے، جو کھڑے ہو کر عبادت ادا نہیں کر سکتے۔ ایسے بھی ہیں اور ہونگے جو بیٹھ بھی نہیں سکتے اور مجبور بستروں پر پڑے رہتے ہیں۔ ایسے بھی ہوں گے جو کروٹ تک نہیں بدل سکتے۔ ایسے بھی ہوں گے جو لب تک نہیں ہلا سکتے۔ پس ان سب مجبوروں کو بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مجبوریوں اور بے بسیوں پر رحمت کی نظر فرمائے اور اُن کے دلوں سے وہ دعائیں اٹھائے جن کا میں نے ذکر کیا ہے کہ بسا اوقات اس عشرے میں خدا کی قبولیت آسمان سے زمین پر اترتی ہے اور دلوں سے دعاؤں کو اٹھا کر عرش تک پہنچا دیتی ہے۔

سورہ فاتحہ کا مضمون آخری مراحل میں

اس خاص عشرے کے دوران یہ حسنِ اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے۔ کہ وہ مضمون بھی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے جو میں گذشتہ کچھ عرصے سے سورۂ فاتحہ سے متعلق بیان کر رہا ہوں۔ اور ان دونوں باتوں کا انطباق ہو چکا ہے۔ پس آج کے مضمون میں میں اس حصے کی طرف احبابِ جماعت کو متوجہ کروں گا۔ پہلے بھی میں مختصراً ذکر کر چکا ہوں لیکن اب زیادہ تفصیل سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا) کہتے ہیں تو ہم کیا دعا مانگتے ہیں اور ہمیں کیا دعا مانگنی چاہیئے۔ یہ ہے تو ایک دعا لیکن ایک ایسے برتن کی طرح ہے جسے ہم نے اپنے جذبات اور اپنی امنگوں سے بھرنا ہے اور اپنے خیالات اس میں ڈال کر اُن خیالات کو دعاؤں میں تبدیل کرنا ہے۔

اس ضمن میں یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) تو اس دعا کے دو رُخ ہیں۔ ایک پہلے کی طرف اور ایک بعد کی طرف۔ پہلے رُخ کے لحاظ سے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے وہ خدا جس کا حسن سورۂ فاتحہ نے ہم پر ظاہر فرمایا ہے۔ جس نے ہم کو چکا چوند کر دیا ہے، ہماری نظروں کو چکا چوند کر دیا ہے اور ہمارے دل میں عشق کا شعلہ بھڑکا دیا ہے، ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور صرف تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں لیکن تیری مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس .... ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں کہ عبادت کا حق ادا کریں اور عبادت کے سب فیض پانے کے لئے بھی تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ رُخ تو پہلے کی طرف ہے۔

یہ سورۂ فاتحہ کا اعجاز ہے کہ اس نے اِس دعا کو ایسے مرکز میں رکھا کہ دونوں طرف برابر چسپاں ہوتی ہے۔ آئندہ کے لئے اس دعا کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اے خدا! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اس معاملے میں تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں کہ ....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیں سیدھے راستے پر چلا کیونکہ اس راستے پر چلنا تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

نعمتیں نہیں بلکہ نعمتیں پانے والوں کا راستہ پانے کی دعا

اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کا مزید مطالعہ کریں گے تو یہ حقیقت ہم پر اور زیادہ واضح ہو جائے گی کہ اس دعا کی مدد کے بغیر صراطِ مستقیم پر چلنا ہرگز انسان کے بس کی بات نہیں۔ پس ہم کیا دعا کرتے ہیں۔ اس پہلو سے مَیں آپ کو کچھ مزید باتیں قرآن کریم کے مطالعہ کی روشنی میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا) نعمتیں مانگی جا رہی ہیں اور اس میں کون سی مشکل بات ہے لیکن جو مشکل بات ہے وہ یہ ہے کہ نعمتیں نہیں مانگی جا رہیں بلکہ نعمتیں حاصل کرنے والوں کا راستہ مانگا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ غلط فہمی دل سے نکال دیں کہ گویا یہ دعا ہے کہ اے اللہ! ہماری جھولی میں ساری نعمتیں ڈال دے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی دعا کرے کہ اے خدا! میں تو ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھا رہوں گا، تُو میری جھولی میں ہر قسم کے پھل ڈال دے۔ یہ تو بہت آسان دعا ہے مگر جو دعا سکھائی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا! میں پھل چاہتا ہوں لیکن اس طرح جس طرح تیرے محنت کرنے والے بندوں نے پھل حاصل کئے۔ اس طرح پھل چاہتا ہوں جس طرح باغبان نے لمبے عرصے تک محنتیں کیں۔ گٹھلیاں زمین میں گاڑھیں، ان کے ارد گرد زمین کی نلائی کی، اسے نرم کیا اور ہر قسم کی ضرورت پوری کی۔ جب راتوں کو اٹھنا پڑا تو راتوں کو اٹھا جب چلچلاتی دھوپ میں پودوں کی حفاظت کے لئے جانا پڑا تو چلچلاتی دھوپ میں ان کی حفاظت کے لئے گیا۔ جب پانی کی ضرورت پڑی تو پانی سے ان کو سیراب کیا۔ غرضیکہ لمبا عرصہ محنت کرتا چلا گیا۔ ہر قسم کے جانوروں سے حفاظت کی۔ ہر قسم کے چوروں اچکوں سے ان کی حفاظت کی۔ اپنے بچوں کی طرح انہیں پالا پوسا یہاں تک کہ وہ درخت تیری رحمت کے سائے تلے بڑے ہوئے اور پھر اس تمام عرصہ میں وہ تجھ سے دعائیں کرتا رہا کہ اے خدا! اس درخت کو آسمانی آفات سے بھی بچا۔ محنت تو مَیں نے کی لیکن پھل لانا تیرا کام ہے تو اب ان درختوں کو ثمر دار فرما دے۔ پھر اس کی دعائیں مقبول ہوئیں اور پھر کثرت سے ان درختوں کو پھل لگے۔ اے خدا! مجھے ان زمینداروں کا رستہ دکھا اور ان زمینداروں کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

انعام پانے والوں کا رستہ پانے کی دعا کا مطلب

اب اس دعا کو آپ سارے زمینداری کے مضمون پر پھیلا کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ بہت ہی مشقتوں کی دعا مانگ رہے ہیں۔ آپ یہ سوچ کر حیران ہوں گے کہ آپ نرم سے منہ سے کیا مانگ بیٹھے ہیں۔ اس صورتحال پر تو فارسی کا وہی شعر صادق آتا ہے کہ ؎

الا یا ایہا الساقی اَدِر کاساً و ناولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کہ اے ساقی! پیالے کو چکر میں لا۔ پیالے کا دور چلا کے گساروں کے ہاتھوں تک پہنچا دے۔ کیوں اس کی ضرورت پیش آئی؟ اس لئے کہ ہم شروع شروع میں یہ سمجھتے تھے کہ عشق آسان ہے ہم عشق کو عیش سمجھتے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ عشق لڑائیں گے اور مزے اڑائیں گے۔ ولے افتاد مشکلہا۔ اب عشق آن پڑا ہے تو مصیبت آ پڑی ہے۔ اب سمجھ آئی ہے کہ عشق ہونا کیا ہے اور اس کے لوازمات کیا ہیں۔ پس یہ دعا مانگنا تو آسان ہے کہ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا) لیکن جب ان رستوں پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اس دعا کے مفہوم کو پوری طرح سمجھیں گے تب سمجھ آئے گی کہ خدا سے کیا مانگ بیٹھے ہیں لیکن دنیا کے معشوقوں کی طرح کا یہ معشوق نہیں۔ یہ حقیقی معشوق مجازی معشوقوں سے بالکل مختلف ہے۔ وہ تو اپنے عشاق کی مدد نہیں کرتے لیکن یہ معشوق ہر آن اپنے عشاق کی مدد کے لئے مستعد کھڑا رہتا ہے۔ وہ ان کے دل کی پکار پر کان دھرتا ہے اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ کب میرا عاشق مجھے مدد کے لئے پکارے تو مَیں دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھوں۔ جب وہ سوال کرتا ہے تو اس کو جواب دیتا ہے کہ (مَیں قریب ہوں)۔ اے میرے بے قرار بے چین بندے، اے میرے متلاشی! مَیں تو تیرے پاس ہی ہوں۔ یہ ایسا معشوق ہے جو ماں سے بہت بڑھ کر اپنے طلبگار بچے سے حسن و احسان کا سلوک کرتا ہے۔ پس جہاں یہ راہ مشکل ہے وہاں آسان بھی ہو جاتی ہے اگر دعاؤں کی مدد سے اس کو آسان کیا جائے اور خدا سے وہ تعلق باندھا جائے جو محبت اور پیار اور عشق کا تعلق ہے۔

خدا کی نظر میں مغضوب سمجھی جانے والی اقوام سے بچنے کی دعا

اس وضاحت کے بعد مَیں چند نمونے آپ کے سامنے قرآن کریم کے بیان کے پیش نظر رکھتا ہوں۔ قرآن کریم میں مختلف جگہ منعم علیہم کا ذکر بھی فرمایا گیا اور ان لوگوں کا ذکر بھی فرمایا گیا جو مغضوب ہیں یا ضالین ہیں۔ عام طور پر معاملے کو آسانی سے سمجھانے کی خاطر یہ کہا جاتا ہے کہ مغضوب علیہم کے متعلق جب آپ سوچیں تو یہ سوچیں کہ گویا یہود کا ذکر چل رہا ہے اور ضالین کی بات کریں تو ذہن میں عیسائیوں کی تاریخ کو لے آئیں لیکن یہ بات اتنی سادہ اور ایسی آسان نہیں اور اس طرح یکلخت اور یکدفعہ کسی ساری کی ساری قوم کو مغضوب قرار دینا درست نہیں اور کسی ساری کی ساری قوم کو ضالین قرار دینا بھی درست نہیں ورنہ یہ بات قرآن کریم کے بعض بیانات سے متصادم ہو جائے گی، ان بیانات سے ٹکرا جائے گی۔ کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس میں بہت سے یہود کی بہت بڑی بڑی تعریفیں فرمائی گئی ہیں اور ان کو خدا کے نیک بندے قرار دیا گیا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے بہت سے عیسائیوں کی بہت تعریفیں فرمائیں اور انہیں خدا کے نیک بندے قرار دیا گیا۔ ایسے بندے جو خدا کی خاطر دنیا ترک کر کے ایک طرف چلے گئے اور عمر بھر عبادات میں صرف کر دی۔ پس ایسی کتاب کے مضمون کو اس رنگ میں سمجھنا کہ اسی کتاب کے دوسرے مضمون سے ٹکرانے لگے درست نہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ مغضوب علیہم کے رستوں سے ہمیں بچا تو یہود کی بات ان معنوں میں سوچتے ہیں کہ یہود قوم میں بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شروع تاریخ سے ہی ایسی غلطیاں کیں جو خدا کے غضب کا نشانہ بنانے والی بھی تھیں اور دنیا کے غضب کا نشانہ بنانے والی بھی تھیں۔ پس یہود سے نہیں بلکہ ان کو بار بار ٹھوکر کھانے والوں اور غلطیاں کرنے والوں کی راہ سے بچانے کی دعا ہے جو خدا کے غضب کا اور بنی نوع انسان کے غضب کا نشانہ بنتے ہیں۔ پس ان مکروہات سے بچنے کی دعا ہے جو مکروہات خدا کے غضب پر منتج ہو جاتی ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں اور ٹھوکروں سے بچنے کی دعا کی ہے جن میں عیسائی قوم بحیثیت قوم مبتلا ہوئی اور خدا کے ایک عاجز بندے کو خدا کا بیٹا بنا بیٹھی لیکن خود ان میں بہت سے نیک لوگ بھی ہیں۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق ایسے نیک لوگ بھی ہیں جب وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں۔ وہ خدا کے حضور اٹھ کر گریہ زاری میں اور جھک کر اس کے حضور عبادت کرتے ہوئے راتیں گزارتے ہیں۔ ایسے گروہ یہودیوں سے بھی ہیں اور نصاریٰ میں سے بھی ہیں۔

پس کسی قوم سے نفرت کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ بعض برائیوں سے نفرت کی تعلیم دی گئی اور ان کی مثالیں آپ کے سامنے معاملے کو آسان بنانے کے لئے رکھی گئیں۔ ایک اور وجہ اس دعا کو زیادہ وسیع معنوں میں لینے کی یہ ہے کہ قرآن کریم سے تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے پیغام بھیجے۔ رسول مبعوث فرمائے خوشخبریاں دینے والے بھیجے۔ ڈرانے والے بھیجے اور ان کی قوموں نے بھی ان سے ایسے سلوک کئے کہ بعض انعام پانے والی بن گئیں اور بعض مغضوب ہو گئیں اور بعض ضالین ٹھہریں۔ تو اگر اس دعا کو یہود اور عیسائیوں کے ذکر پر ہی محدود کر دیں گے تو ان مشرکین کا کیا بنے گا جنہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سب سے زیادہ مخالفت کی اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شرک نجس ہے اور ہر دوسری چیز کو خدا معاف فرما دے گا مگر شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اور ان قوموں کا کیا بنے گا جو ہندوستان یا چین یا جاپان یا دوسری دنیا میں شرک میں مبتلا ہیں اور مبتلا رہی ہیں یا دوسرے کئی قسم کے ایسے گناہوں میں ملوث ہوئیں جو خدا کے اور بنی نوع انسان کے غضب کا نشانہ بنانے والے گناہ تھے اور پھر ان قوموں کا کیا بنے گا جو دنیا کے مختلف خطوں میں، نئی دنیا میں یا پرانی دنیا میں پیدا ہوئیں اور خدا کے حضور ضالین ٹھہریں۔

پس اس مضمون کو اتنے محدود تصور کے ساتھ اپنے ذہن میں نہ جمائیں بلکہ اس وسیع تصور کے ساتھ ذہن میں جمائیں اور ساری دنیا میں ہر وہ قوم جو بعض غلطیوں کی وجہ سے خدا کی نظر میں مغضوب ٹھہرے اُسی سے بچنے کی دعا کریں۔ اور ہر وہ قوم جو گمراہ ہو گئی اور اپنی بعض نیکیاں بھی قائم رکھیں لیکن بعض بدیوں میں بھی مبتلا ہو گئی۔ اچھے بُرے کو ملا دیا۔ اور اس طرح خدا نے انہیں گمراہ قرار دیا۔ خواہ مشرق کی قوم ہو یا مغرب کی قوم ہو۔ خواہ وہ اسلام سے باہر ہو یا مسلمانوں کے اندر ہو، ہر ایسی قوم سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔

پس مسلمانوں میں بھی اگر کچھ ایسے لوگ ہوں جو وہ عمل کریں جو مغضوب بنانے والے ہوں تو ...... (نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا) کی دعا ان پر بھی صادق آتی ہے اور اُن کو بھی اپنے دائرے میں لیتی ہے اور ان سے بچنے کے لئے بھی ہمیں متوجہ کرتی ہے۔ اسی طرح .... (جن پر تیرا انعام ہوا) کا دائرہ بھی بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی وسیع ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے اَنعمتَ کی تعریف معلوم کریں کہ .... (جن پر تیرا انعام ہوا) والے لوگ ہیں کیا؟ اور ان کا مزید مطالعہ کریں۔ پھر جب آپ دُعا مانگیں گے تو پتہ ہوگا کہ کیا مانگ رہے ہیں۔ آنکھیں بند کرکے نہیں مانگیں گے بلکہ ہوش سے مانگیں گے اور اس کی ذمہ داریوں کو سمجھ کر دُعا مانگیں گے اور پھر اُن کا دل اُن کو بتائے گا کہ وہ اپنی دُعائیں سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ واقعی صمیمِ قلب سے، دل کی گہرائیوں سے دُعا کر رہے ہیں یا پوپلے منہ کی باتیں ہیں اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

یہ دُعا آسان دُعا نہیں

اب بتائیے کہ یہ دُعا کوئی آسان دُعا ہے کہ اے خدا! ہمیں اُن رستوں پر چلا جن رستوں پر پتھر پڑتے ہوں۔ اے خدا! ہمیں ان رستوں پر چلا جہاں گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ اے خدا! ہمیں ان رستوں پر چلا جہاں بغیر قصور کے لوگ گھروں سے نکالے جاتے ہوں اور قتل کئے جاتے ہوں۔ ایسے رستوں پر چلا جہاں چلنے والوں کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے ذبح کئے جاتے ہوں، ان کی مائیں ذبح کی جاتی ہوں، ان کی عزتیں لوٹی جاتی ہوں۔ انہیں ہر قسم کے الزامات کا نشانہ اور طعنہ و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہو۔ جہاں زندگی عذاب بنادی جاتی ہو۔ اب بھلا یہ دُعا کوئی ہوشمند آنکھیں کھول کر کر سکتا ہے مگر جب اَنعمتَ علیہم کی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو اس راہ سے گذرنے والے جو راہ ہم مانگ رہے ہیں اسی قسم کی مصیبتوں میں مبتلا کئے گئے۔ اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ بغیر کسی قصور کے اُن کو قتل کیا گیا۔ ان کو گھروں سے نکالا گیا۔ ان کے اموال لوٹے گئے۔ انہیں طرح طرح کے سبّ وشتم کا نشانہ بنایا گیا۔ ساری زندگی اُن سے نفرتیں کی گئیں۔ اُن کو حقیر قرار دیا گیا۔ اُن کو گمراہ قرار دیا گیا۔ ذلیل ادنیٰ ادنیٰ لوگ جب اُن راہوں سے گذرتے تھے جہاں سے خدا کے یہ نیک انعام پانے والے بندے گزر رہے ہوتے تھے تو بڑی بڑی باتیں اُن پر بناتے تھے اور ان کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ ایک دوسرے کو آنکھیں مارتے تھے اور ہنستے ہوئے کہتے تھے کہ یہ گمراہ جن نے دیکھنے ہیں دیکھ لو۔ یہ بدبخت لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ہدایت نہیں۔ ایسے ایسے مظالم کا ان کو نشانہ بنایا گیا اور جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس مطالعہ میں ساتھ ہی خدا یہ بتاتا ہے کہ میرے یہ پیارے بندے ہیں۔ میرے یہ انعام یافتہ لوگ ہیں۔ پس جب ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمیں انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلا تو یہ سب دعائیں اس میں شامل ہیں۔ یہ سب مرادیں ہیں جو ہم مانگ رہے ہیں۔ اسی طرح اس راستے پر چلنے کے نتیجے میں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں۔ ہم خدا سے یہ دُعا مانگتے ہیں کہ ...... ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا۔ وہ جگہیں دکھا جہاں ہم تیرے حضور اپنی قربانیاں پیش کریں گے۔ ہم خدا سے یہ دُعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہم سے ہمارے سارے اموال لے لے اور ہماری جانیں لے لے اور ہم سے یہ سودا کرلے کہ ہمارا کچھ بھی نہیں رہا، سب تیرا ہوگیا ہے اور اس کے بدلے ہمیں ایک آئندہ آنے والی جنّت کی خوشخبری دے دے۔ یہ وعدہ کرلے کہ جب ہم اس دُنیا کو چھوڑ دیں گے تو تیری دائمی جنّت میں داخل کئے جائیں گے۔ پس جو ہاتھ میں ہے اُسے چھوڑنے کی دُعا مانگ رہے ہیں اور جو ہاتھ میں نہیں اور عام دُنیا کی نگاہ میں ایک موہوم وعدہ ہے اُسے حاصل کرنے کی دُعا مانگ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو پھر لوگ بے وقوف کہتے ہیں۔ کہتے ہیں پاگل ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ یہی دُنیا ہے۔ جو آج کی زندگی ہے بس یہی سب کچھ ہے۔ آنکھیں بند تو سب کچھ ختم اور وہ ہنستے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پاگل لوگ خدا کے بندے بنتے ہیں، ہوش والے بنتے ہیں یہ تو بے وقوف ہیں۔ سفہاء ہیں، لیکن خدا کے ان بندوں کے کانوں میں یہ خدا کی آواز پڑتی ہے۔ ..... (سنو! یقیناً یہی لوگ بیوقوف ہیں لیکن یہ جانتے نہیں)۔ خبردار! ان کے طعنوں سے تم مضمحل نہ ہو جانا۔ ان کے طعنوں سے تم کہیں اُمیدیں نہ چھوڑ بیٹھنا۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ..... خبردار! یہی وہ لوگ ہیں جو بے وقوف ہیں۔ تم بے وقوف نہیں ہو۔ تم عقل والے ہو۔ تم نے صحیح سودے کئے ہیں تو یہ دعائیں ہیں جو ہم مانگتے ہیں۔ اور پھر زنجیریں مانگتے ہیں۔ قید کی دُعا مانگتے ہیں۔ یہ دُعا مانگتے ہیں کہ ہماری ساری عمر پابندیوں میں صرف ہو جائے یہ دُعا مانگتے ہیں کہ اس قیدخانے میں ہمیں ڈال جس کا ذکر تیرے سچے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا کہ ...... دُنیا تو مومن کے لئے ایک قید خانہ ہے۔ مصیبت خانہ ہے جس میں وہ پڑ جاتا ہے۔ کسی چیز کی آزادی نہیں رہتی۔ یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا۔ سونے لگتا ہے تو پابندیوں کے ساتھ سوتا ہے۔ اُٹھتا ہے تو پابندیوں میں آنکھیں کھولتا ہے۔ جو قدم اٹھاتا ہے یہ سوچتا ہے کہ یہ خدا کی ناراضگی کا قدم تو نہیں اور کونسا ایسا قدم اُٹھاؤں کہ خدا کی پابندی کی زنجیروں میں جکڑا رہتے ہوئے دھیرے دھیرے آہستہ آہستہ انہیں راہوں پر قدم اٹھاؤں جن راہوں پر چلنے کی یہ زنجیریں مجھے اجازت دیتی ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو قصّے کو مختصر فرمادیا اور کہا کہ ہاں! اب دُعا مانگو کہ اے خدا! ہمیں عمر بھر کا قیدی بنادے۔ ایسا قیدی بنادے جس کی گویا ساری آزادیاں چھین لی گئیں۔ پس یہ دُعا ہے جو آپ مانگ رہے ہیں اور پانچ وقت بھولے پن سے اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں اور پھر خدا کے جو اَور بھی زیادہ سادہ لوح، اُس سے محبت کرنے والے، پیار کرنے والے بندے ہیں وہ نفلوں کے اضافے کرتے ہیں۔ راتوں کو اُٹھتے ہیں۔ دنوں کی دُعا سے مطمئن نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں ابھی ہم نے پُوری مصیبتیں نہیں مانگیں، اے خدا! اب باقی وقت ہم مزید مصیبتیں مانگتے ہیں۔ جو کچھ رہ گیا ہے وہ ہم پر نازل فرما۔ یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں اُن لوگوں میں شامل نہ فرما جو قرآن کے بیان کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لانا کافی ہے اور اس کے بعد کوئی ابتلاء نہیں آئیں گے۔ ہمیں اُن لوگوں میں داخل فرما جو ایمان لائے۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ ابتلاؤں کا رستہ ہے اور یہ دُعا کرتے ہوئے داخل ہوئے کہ اے خدا! اب وہ ابتلاء ہم پر ڈال لیکن یہ رحم فرما کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم فرما۔ ان ابتلاؤں سے زندہ سلامت گزار دے اور پھر ہم تیرے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے ان ابتلاؤں کے دَور سے نکلیں۔

اللہ کی مدد کے بغیر دُعا بھی ممکن نہیں

پس .... (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کو دیکھیں، کتنی ضرورت تھی۔ شروع میں ہی خدا سے یہ التجا کرنے کی ضرورت تھی کہ عبادت تو تیری ہی کرتے ہیں اور کسی اور کی نہیں کرتے۔ تیری کرنا چاہتے ہیں کسی اَور کی نہیں کرنا چاہتے مگر اے خدا! بہت مشکل رستہ ہے۔ تیری مدد کے بغیر ہم وہ دُعا بھی نہیں کر سکتے جو دُعا تو ہمیں سکھا رہا ہے اور ابھی آنے والی ہے۔ پس .... (ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کا یہ پہلو (ہمیں سیدھے راستہ پر چلا) کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور اس کا مطلب یہ بنے گا کہ اے خدا! ہمیں اس سچی دعا کی توفیق عطا فرما دے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب آپ اس سارے مضمون کو قرآن کے بیان کی روشنی میں پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو یہ دعا بہت مشکل اور مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ بہت سے ایسے مقام آتے ہیں کہ جب انسان کا دل کانپ جاتا ہے، ڈر جاتا ہے اور اسے اس دعا کی تفصیل کے ساتھ ہمت نہیں پڑتی۔

ان دعا کرنے والوں کی وہ تفصیل جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے ایک تاریخ کی صورت میں کھول کر رکھ دی ہے اس تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دعا مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پس (ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کی شدید ضرورت ہے کہ مدد مانگی جائے کہ اتنی اتنی ہمیں دعا سکھا، اتنی اتنی دعا مانگنے کی توفیق عطا فرما جو تیری مدد سے آسان ہوتی چلی جائے اور طبعاً سچائی کے ساتھ دل سے اٹھے نہ کہ بناوٹ کے ساتھ ہونٹوں سے نکلے۔

اس ضمن میں مَیں نے قرآن کریم کے آغاز سے لے کر آخر تک چند قرآنی بیانات کو اس دعا کے ساتھ منسلک کرکے آپ کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب میں نے سورۂ بقرہ سے بات شروع کی تو یہ مضمون اتنا بڑھ گیا کہ ناممکن تھا کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ، دس جمعوں میں بھی اسکا حق ادا کیا جائے۔ پس میں نے کچھ نمونے سورۂ بقرہ سے آپکو سمجھانے کے لئے لئے کہ جب آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے تو اس دعا کے ساتھ منسلک کرکے مطالعہ کریں اور پھر ہر دفعہ یہ سوچیں کہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں اور آئندہ بھی یہ دعا مانگا کرونگا اور پھر میں نے کچھ ٹکڑے کہیں سے، کچھ ٹکڑے کہیں سے غرضیکہ چند نمونے قرآن کریم کی مختلف جگہوں سے اکٹھے کئے تاکہ آپکو اس دعا کا مطلب سمجھاؤں جو ہم سب روزانہ بار بار مانگتے ہیں اور اکثر ہم میں سے جانتے ہی نہیں کہ ہم کیا مانگ رہے ہیں۔ پس جو کچھ آپ مانگیں، ہوش سے مانگیں، سمجھ کر مانگیں کہ کیا مانگا جا رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے فضل کی امید رکھیں اور اس سے رحم کے طلب گار ہوں کہ وہ ان مشکلوں کو ہمارے لئے آسان کردے جو ہم ہوش مندی کے ساتھ خود خدا سے طلب کر رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھیں! ایک چھوٹے سے معاہدے کے لیئے جو دنیا کے سودوں میں کیا جاتا ہے آپ ایک قابل وکیل سے مدد چاہتے ہیں۔ اس سے مدد چاہتے ہیں کہ کہیں دھوکے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ کوئی ایسی بات معاہدے میں نہ لکھی جائے جسکو ہم نبھا نہ سکیں تو وہ معاہدہ جو قرآن کریم کا معاہدہ ہے۔ جسے خدا میثاق قرار دیتا ہے اس پر عمل کرنے سے پہلے، اس پر دستخط کرنے سے پہلے معلوم تو ہونا چاہیئے کہ کس بات پر دستخط کیئے جا رہے ہیں لیکن چونکہ دنیا والے غلطیوں کو معاف نہیں کیا کرتے اور ایک ایک قطرہ خون کا حساب مانگتے ہیں اس لیئے دنیا کے معاہدوں میں تو انسان غلطی کرے تو ساری عمر اسکا خمیازہ بھگتتا رہتا ہے لیکن یہ معاہدہ ایک ایسی ذات سے کیا جا رہا ہے جو بے حد غفور و رحیم ہے جو قدم قدم پر بخشش کے وعدے بھی کرتی ہے۔ وہ عجیب طرح سے حساب کرتی ہے۔ اچھا! یہ بھی میں معاف کر دیتا ہوں۔ یہ بھی میں معاف کر دیتا ہوں۔ یہ بھی معاف کر دیتا ہوں اور یہ بھی معاف کر دیتا ہوں یہاں تک کہ اسکی معافیوں کا سلسلہ اسکے حساب طلب کرنیوالے سلسلے پر غالب آجاتا ہے اور اسکی رحمت ہر انسان کی لغزش کو ڈھانپ لیتی ہے۔ پس اگر اور نہیں تو یہ مضمون ہی انسان کے دل کیلئے تسلی کا موجب بن جاتا ہے کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو اگر چاہے تو انکو بھی معاف فرما دیتا ہے جن کے اعمال تمام تر اچھے نہیں تھے۔ انہوں نے بدیاں بھی کیں اور اچھے اعمال بھی کئے۔ اچھوں اور بدوں کو ساری عمر ملائے رکھا اور کبھی انکو توبہ کی یہ توفیق نہیں ملی کہ زندگی کے کسی موقعہ پر وہ یہ کہہ سکیں کہ اب ہم اپنی بدیاں جھاڑ کر نیکیوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ عمر بھر وہ نیکیوں اور بدیوں کے ساتھ ملے جلے رہے اور اسی طرح گھسٹتے گھسٹتے خدا کے قرب کی راہوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے۔ فرمایا: میں چاہوں تو انہیں پکڑ لوں اور انکی بدیوں کی سزا دوں اور اگر چاہوں تو ان کو معاف کر دوں اور بہت ایسے ہیں جن کو میں معاف بھی کر دیتا ہوں تو پھر انسان اس بات سے سہارا لیتا ہے کہ میثاق پر ہم دستخط تو کر بیٹھے ہیں لیکن اب اس میثاق کی شرائط پر پورا اترنے کیلئے خدا ہی سے مدد طلب کریں گے اور اگر ہم اس میثاق پر پورا اترنے والے جو اولین لوگ ہیں جو سابقون کا گروہ ہے اُن جیسے نہ بھی بن سکتے ہوں تو ہم یہ التجائیں کریں گے کہ اے خدا! ان ادنیٰ لوگوں میں ہی شامل فرما دے جنہوں نے عمر بھر دیانتداری سے میثاق پر عمل نہیں کیا تو میثاق پر عمل کر نیکی تمنا تو رکھتے تھے۔ کوئی خواہش تو انکے دل میں تھی۔ بے چینی تو ہوا کرتی تھی جب وہ گناہ کرتے تھے تو بے قرار ضرور ہو جایا کرتے تھے۔ گناہوں کے بعد مطمئن نہیں رہتے تھے بلکہ تڑپ کر زندگی گذارتے تھے۔ پس اے خدا! ہمیں ان لوگوں میں ہی شامل فرما دے اور اگر قافلے کے سر پر چلنے والوں میں شامل نہیں تو اس قافلے کے آخر پر اُسکی دُم میں گھسٹتے ہوئے لوگوں میں ہی شامل فرما دے لیکن رستہ وہ ہو ..... کہ جن پر تو نے انعام کیا، مغضوب کے رستے پر ہمیں نہ ڈالنا

قرآنی بیان کے مطابق انعام پانے والوں کا راستہ

پس اب میں آپکو لکھے ہوئے مضمون میں قرآن کریم کے واقعات کو دعاؤں کی شکل میں ڈھال کر پیش کرتا ہوں۔ قرآنی آیات میں یہ مضمون دعاؤں کی صورت میں ظاہر نہیں فرمایا گیا مگر قرآن سے واقعات لیکر اور قرآن کی نصیحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اوامر اور نواہی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں چند نمونے آپکے سامنے رکھتا ہوں کہ جب ہم (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا) کہتے ہیں تو وہ کون سے انعام یافتہ لوگ ہیں جن کے رستے پر چلنے کی ہم دعا کرتے ہیں۔ گویا ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ بھی تو نے ان کو عطا کیا ہے اُسے تیری راہ میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اتاری ہوئی تعلیم پر اور سب گذشتہ تعلیمات پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی موعود خبروں پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جو اپنی مرادوں کو پا لیتے ہیں۔

اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستوں پر چلا جنہوں نے تجھے اپنا بھی رب تسلیم کیا اور انکا رب بھی تسلیم کیا جو پہلے گزر چکے تھے اور تقویٰ کی راہوں پر چلے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جن کو تو نے سدا بہار جنّتوں کی بشارت دی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو ہر اس درخت کے پھل سے احتراز کرتے ہیں جسکا کھانا تو نے منع فرما دیا ہے۔ اور اس پھل کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے جسے تو نے ممنوع قرار دیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کا رستہ دکھا جو ہمیشہ تیری نعمتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور جو عہد تجھ سے باندھا ہے اس پر پختگی سے قائم رہتے ہیں۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جو ہر اس تعلیم پر ایمان لاتے ہیں جو اس تعلیم کی تصدیق کرتی ہے جو قرآن میں اتاری گئی اور تیری آیات کو ادنیٰ اغراض کی خاطر بیچ نہیں ڈالتے اور صرف تیرا ہی تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جھوٹ کی ملونی سے پاک اور خالص دل رکھتے ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں اور تیرے حضور جھکنے والوں کے ساتھ ہر مقام اطاعت پر جھک جاتے ہیں۔

ان لوگوں کا رستہ دکھا جو صبر اور دعاؤں کے ذریعہ سے تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے حضور عاجزی اور تذلّل اختیار کرتے ہیں اور تیرے حضور عاجزی اور تذلّل اختیار کرنا ان پر بھاری نہیں ہوتا، ان پر گراں نہیں گزرتا۔ وہ جو یہ امید لیئے بیٹھے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ضرور ملاقات کریں گے اور بالآخر اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اے خدا! ہمیں وہ نعمتیں بھی عطا کر جو پہلی اُمتوں کو عطا کی گئیں اور اپنے ان فضلوں سے بھی نواز جن کے ذریعے تو نے پہلی اُمتوں کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی اور ان خوش نصیبوں میں سے بنا جو انکی مثالیں زندہ کرنے والے ہیں جنہوں نے تیری نعمتوں کے گیت گائے اور تیرے ذکر کو بلند کیا۔

ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا جو مؤاخذہ کے اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جبکہ کوئی جان کسی دوسری جان کے کام نہیں آئے گی اور اسکی کوئی شفاعت کسی کے حق میں قبول نہ کی جائے گی اور کسی جرم کے بدلے اسے کوئی مدد میسّر نہ آئے گی۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کی لغزشوں کو تو نے معاف فرما دیا اور تیرے عفو کے نیچے وہ تیرے بے انتہا شکر گذار بندے بن گئے اور ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کو جب کتاب اور فرقان عطا کیئے گئے تو انکی ہدایت سے انہوں نے خوب استفادہ کیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کی خطاؤں کو تو نے معاف فرما دیا اور ان محسنوں کی راہ پر چلا جنہیں تو نے احسان کی توفیق بخشی اور انکے حسن واحسان کو اور بڑھا دیا۔

اور ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جو تجھ پر اور جزاء سزا کے دن پر حقیقی ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور جنکو تو نے محفوظ اجر کی ضمانت دی اور سلامتی کا یہ پیغام دیا کہ کوئی خوف تم پر غلبہ نہ پا سکے گا اور لمبے غموں میں مبتلا نہیں کیئے جاؤ گے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے تجھ سے یہ عہد باندھا کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ اور والدین سے اور اقرباء سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں گے اور تیرے بندوں سے نرم گفتاری سے کام لیں گے اور انہیں اچھی باتیں کہیں گے۔ اور اسی طرح انہوں نے تیری عبادت کو قائم کرنے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ ان عہدوں پر قائم رہے۔

دعا کرتے ہوئے اپنے عمل کے بارے میں سوچیں

اب دیکھیں! بہت سی اُن صفات میں سے یہ چند صفات ہیں جو خدا کے ان بندوں کی بیان فرمائی گئی ہیں جو خدا سے باندھے ہوئے عہدوں کو پورا کرتے ہیں اور صراط مستقیم پر چلتے ہیں اور انعام یافتہ میں شمار ہوتے ہیں اور روزمرّہ کی زندگی کی عام باتیں ہیں جنھیں ہم میں سے اکثر ٹھوکر کھاتے اور ان معمولی معمولی عام معروف باتوں پر بھی عمل کرنے کی اہلیت نہیں پاتے۔ پس اگر ہم ہر نماز میں دعا کرتے ہوئے یہ سوچا کریں کہ دعا ہم یہ کر رہے ہیں اور کام کونسے کر رہے ہیں؟ دعاؤں کا رستہ اور ہے اور ہمارا چلنے کا رستہ اور ہے؟ تو اسی وقت انسان کے دل پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ عام انسان سے اگر کچھ مانگے اور دل میں کوئی اور بات ہو تو یہ بھی منافقت ہے اور ایک مکروہ بات ہے مگر خدا سے کچھ اور مانگے اور کچھ اور کرنے کے ارادے ہوں تو یہ ایک بہت ہی بڑا خوف کا مقام ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور والدین سے اور اقرباء سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ بہت سی ایسی شکایتیں روزمرّہ مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں کہ بعض مرد ہیں جو اپنے گھر میں بھی اپنے بیوی بچوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے۔ ان سے کرخت رویّہ ہے۔ ان سے ظلم وستم کا سلوک ہے ان سے کنجوسیاں کرتے اور انکو مصیبت میں مبتلا رکھتے ہیں۔ ایسی بیویاں ہیں جو بیچاری روتی پیٹتی مجھے خط لکھتی ہیں کہ ہمیں تو پیسے کا منہ نہیں دکھاتے۔ گھر میں کچھ ڈال دیا تو ڈال دیا اور وہ بھی ایسا کہ ایک ایک چیز کا حساب رکھتے ہیں۔ زندگی اجیرن ہے۔ بچوں سے حسن سلوک نہیں ہے۔ بچوں کو اسطرح پھینکا ہوا ہے۔ جس طرح وہ بے جان چیزیں ہیں۔ انکو حس بھی کوئی نہیں۔ ان باتوں میں مبالغہ بھی ہو گا۔ لیکن جو لوگ دنیا کے معاشروں سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر معاشرے میں اس قسم کے ظلم موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ لکھنے والی غلط لکھ رہی ہو لیکن اور بہت سی ایسی ہیں جو نہ لکھنے والیاں ہیں لیکن ان پر یہ حالات گذرتے ہیں۔ پس کئی قسم کی مصیبتیں ہیں جو روزمرّہ کی زندگی میں ہماری بداخلاقیوں کے نتیجے میں انسانوں پر ڈالی جاتی ہیں اور انسانوں کی زندگیوں کو اجیرن کر دیتی ہیں۔ مردوں کی طرف سے بھی، عورتوں کی طرف سے بھی، بہوؤں کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بھی، ساسوں کی طرف سے بھی، باپوں کی طرف سے بھی اور بچوں کی طرف سے بھی تو دیکھیں یہ دعا جو ہمیں خدا نے سکھائی۔ ان معنوں میں یہ دعا سکھائی کہ اپنے بندوں کا ذکر فرمایا اور کہا کہ انعام یافتہ راہ پر چلنے والے لوگ اس اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ رستوں پر چلنے والوں میں سے بنا دے تو دراصل یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ

اے خدا! ہمیں ایسا بنا دے کہ والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ان کی دعائیں لینے والے ہوں۔ اور سب اقرباء سے حسن سلوک کرنے والے ہوں اور یتیموں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے ہوں اور تیرے سب بندوں سے نرمی کی گفتگو کرنے والے ہوں۔ ہماری گفتگو میں حسن ہو۔ کراہت کی بات نہ ہو۔ وہ لوگ جو گھر میں ایک دوسرے سے نرمی کی بات نہیں کرتے ان سے عام دنیا میں کم توقع کی جاتی ہے کہ وہ نرمی کی گفتگو برتتے ہوں گے لیکن بعض ایسے ظالم بھی ہیں کہ دوستوں سے نرم اور اپنے گھر والوں سے سخت حالانکہ مضمون والدین اور اقرباء اور نزدیک کے رشتے داروں کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ پس ایسی نرمی جو دوستوں کے لئے ہو اور گھر والوں کے لئے نہ ہو اس نرمی کا ان لوگوں کے ذکر میں کہیں شمار نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مراتب کے لحاظ سے نیکیوں کا ذکر فرمایا۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تو نگاہ رکھیں۔ اگر ان پر نگاہ نہیں رکھیں گے تو بڑی باتوں کا نہ حق ادا کر سکتے ہیں نہ بڑی باتیں مانگنے کی جرأت کر سکتے ہیں اور جب بھی آپ بڑے بڑے مضامین کو سوچ کر اپنے دل کو ٹٹولیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی دعائیں طاقت نہیں ہے کہ ان مضامین کی متحمل ہو سکے۔ کانپ جاتی ہے جیسے کوئی بڑا بھاری وزن کوئی کمزور انسان اٹھانے کی کوشش کرے تو یہ دعا ہی بہت بھاری ہے لیکن اگر ہم غور کرنے والے ہوں اور اگر یہ دعا اٹھالیں تو اس دعا کے نتیجے میں جتنی ذمہ داریاں ہیں اگر سچے دل سے اس دعا کو اٹھالیں تو وہ خدا خود اٹھا لیتا ہے یہ یقین ہے جو ایک (صاحب ایمان) کے دل میں ہونا چاہیئے اور اس یقین کے بغیر اس دعا کی ہمت بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اسی طرح جن لوگوں نے تیری عبادت کو قائم کرنے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ ان عہدوں کو نبھایا، ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو اس بات سے بے خبر نہیں کہ تو ہی زمین و آسمان کا مالک ہے اور تیرے سوا کوئی دوست اور مددگار ان کے کام نہیں آ سکتا۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جن کا قبلہ ہمیشہ تو رہا ہے۔ تیری حضوری سے وہ اپنے وجود کو ہمیشہ نیا حسن عطا کرتے رہے یعنی وہ لوگ جن کا اجر تیرے پاس ہے اور تیرے تعلق کے فیض سے وہ ہر دوسرے خوف اور غم سے آزاد ہو گئے۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو جس راہ پر بھی چلے ہمیشہ تجھے پیش نظر رکھا۔ اے خدا تجھے پیش نظر رکھا جو تمام وسعتوں کا مالک خدا ہے۔ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اسی کا ہے اور ہر چیز اسی کی اطاعت کا دم بھرتی ہے۔ وہ جو زمین و آسمان کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے اور جب کسی تخلیق کا ارادہ باندھتا ہے تو فرماتا ہے کہ ہو جا اور لازماً وہ ہو کر رہتی ہے۔ پس اے خدا! ہمیں اس یقین کے ساتھ ان راہوں پر چلا کہ ہم ایسی قدرتوں کے مالک خدا سے مدد مانگنے والے ہیں۔

پھر ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا حق ادا کرتے ہیں یعنی دن رات تلاوت کے لئے وقت نکالتے۔ پھر غور اور سمجھ کے ساتھ تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے مضامین کو اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے مضامین میں ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں، سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کتاب کی کسوٹی پر پرکھتے رہتے ہیں یہ مضمون ہے جو حق تلاوت کا مضمون ہے ہم اس کی بھی دعا مانگتے ہیں۔

اور پھر یہ دعا مانگتے ہیں کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا۔ ہمیں آزمائشوں میں ڈال لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان آزمائشوں پر پورا اترنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو مرتے دم تک تیرے حضور سپردگی کے عالم میں رہتے ہیں۔ تسلیم و رضا کی حالت میں رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو تیرے حضور پیش کر دیتے ہیں اور پھر اپنے وجود کو تجھ سے واپس نہیں لیتے اور مرتے وقت اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کرتے ہیں کہ توحید پر قائم رہنا اور خدا سے تعلق باندھے رکھنا اور کبھی اس تعلق کو نہ توڑنا کیونکہ اس تعلق کے توڑنے پر تم ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ پس وفا کے ساتھ توحید پر قائم رہنا اور ایک خدا سے اپنے تعلق کی حفاظت کرنا۔

ایسے لوگوں کی راہ پر چلا جو تیرے حضور یہ اقرار کرتے ہیں کہ تو نے جتنے بھی دنیا میں رسول بھیجے ہم ان سب پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہمیں توفیق بخش کہ ہم ایک رسول اور دوسرے رسول کے درمیان ایسی تفریق نہ کریں کہ جس کے نتیجے میں کسی کی وحی کو واجب العمل سمجھیں اور کسی کی وحی کو اس طرح واجب العمل نہ سمجھیں بلکہ یقین کریں کہ تیرا کلام خواہ اعلیٰ پر نازل ہو خواہ ادنیٰ پر نازل ہو وہ کلام تیرا کلام ہے اور اس حیثیت سے ہر کلام خواہ دنیا کے کسی بندے پر نازل ہوا ہو وہ عزت اور احترام کے لائق ہے۔

پھر ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہمیں .... وہ امت بنا دے جس کی تو نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خوشخبری دی تھی کہ وہ میانہ روی کرنے والی امت ہے۔ افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ وہ درمیانی راہوں پر چلنے والی امت ہے اور ہمیں تمام دنیا پر نگران بنا دے۔ ہم تمام دنیا کے اخلاق کی نگرانی اور حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہم پر نگران بنائے رکھ تا کہ گویا ہم اس کی آنکھوں کے سامنے ان فرائض کو ادا کرنے والے ہوں جو تو نے عائد فرمائے ہیں اور اس سند کے ساتھ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مدرسے سے ہم نے تعلیم حاصل کی اور سند پائی۔ ہم باقی دنیا کے اعمال کی بھی نگرانی کرنے والے ہوں اور انہیں علم سکھانے والے بنیں اور نیک اعمال سکھانے والے بنیں۔

اے خدا ہمیں (نیکیوں میں آگے بڑھنے) کی توفیق عطا فرما۔

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۴۳ء میں فرمایا:

پس وقف کے قبول کئے جانے یا نہ قبول کئے جانے کا کوئی سوال نہیں۔ جو شخص وقف کرتا ہے اس کا وقف ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اور خدمت دین کی ایک صورت کے لئے اسے قبول نہ کئے جانے کے یہ معنی نہیں کہ وہ دین کی کسی اور رنگ میں خدمت کرنے کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہوگیا۔ اگر ایک شخص کی آنکھیں خراب ہیں اور اسے فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ اب وہ ہمیشہ کے لئے ملک کی خدمت کے فرض سے آزاد ہو گیا۔ کیونکہ اگر وہ باقاعدہ لڑنے والی فوج میں شامل نہیں کیا گیا تو کئی اور صورتوں میں وہ خدمت ملک کر سکتا ہے۔ کلرک بن سکتا ہے۔ زخمیوں کے لئے پٹیاں بنانے کا کام کر سکتا ہے۔ ایسی تحریکیں کر سکتا ہے جن سے فوجی بھرتی میں امداد مل سکے اور نہیں تو عوام میں بے چینی پیدا کرنے والی غلط افواہوں کی تردید کر کے ایک اہم خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔ غرض جو شخص کسی خاص وقف کی تحریک میں نہ لیا جانے کی صورت میں یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اب وقف کی ذمہ داری سے وہ آزاد ہو گیا ہے وہ ایسا ہی احمق ہے جیسا وہ والنٹیئر احمق ہے جو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے گیا اور اسے فوج کے قابل نہ سمجھ کر آزاد کر دیا اور اس نے ملک کی خدمت کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو آزاد سمجھ لیا اگر وہ کامل (ایمان لانے والا ہے) تو صرف دل میں ارادہ کرنے سے اور اگر ادنیٰ (ایمان لانے والا) ہے تو اپنے آپ کو پیش کر دینے کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کے ہاں وقف ہے۔ خواہ اسے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ پس جو نوجوان اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ قیامت تک وقف ہیں۔ اور جو اب میری اس تحریک پر یا کبھی آئندہ اپنے آپ کو پیش کریں وہ بھی اس بات کو یاد رکھیں کہ وقف کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے جو اپنے آپ کو پیش کرے اچھی طرح سوچ سمجھ کر کرے۔ یہ بات اب تک میں نے واضح نہ کی تھی۔ اور اب ایک واقف کی ایک تحریر سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ مضمون میں نے پہلے بیان نہیں کیا۔ اس لئے اب اسے بیان کر دیا ہے۔ تا جو لوگ اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں۔ وہ گناہ گار نہ ہوں۔ اور جو آئندہ پیش کریں سوچ سمجھ کر کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جب دین حق کو سپاہیوں کی ضرورت ہو تو جو شخص طاقت اور اہلیت رکھنے کے باوجود آگے نہیں آتا وہ گناہ گار ہے۔ اس لئے جو نوجوان اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہوں۔ اور اس ذمہ داری کو نباہ سکتے ہوں وہ پیش کریں۔ ایسے نوجوانوں کے لئے خدمت دین اور ثواب حاصل کرنے کا یہ نادر موقعہ ہے۔ ایسا نادر موقعہ جو آئندہ شائد نہ مل سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتا ہے۔ اس دن جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی۔ یعنی متقی جوں جوں نیک کام کرتا چلا جاتا ہے۔ نیکی اس پر آسان ہوتی جاتی ہے اور جنت اسکے قریب ہونی چلی جاتی ہے۔ میں نے بالعموم دیکھا ہے کہ جب کسی کو نیکی کی لذت حاصل ہو جائے تو اس کے بعد وہ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتا ہے اور ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری نیکی اس کے لئے آسان سے آسان تر ہو جاتی ہے۔ پارٹیشن سے پہلے میں ایک دفعہ دہلی گیا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس وقت تک ابھی وزیر نہیں بنے تھے۔ ویسے وہ حکومت کی طرف سے ایک خاص مقدمہ کی پیروی کے لئے مقرر تھے۔ ان دنوں ہندوستان کی حکومت نے انگلستان سے مالیات کے ایک ماہر کو بلوایا تھا تاکہ بعض اہم باتوں میں اس کا مشورہ لیا جا سکے۔ چوہدری صاحب نے اسے مجھ سے ملانے کے لئے دعوت دی۔ اور اس میں اور چیزوں کے علاوہ گلاب جامن یا رس گلے بھی رکھ دیئے۔ اس شخص کے لئے یہ ایک بالکل نئی چیز تھی۔ وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گیا۔ مگر چوہدری صاحب نے کہا اسے کھا کر دیکھو چنانچہ اس نے ایک گلاب جامن یا رس گلہ اٹھا کر کھایا۔ چوہدری صاحب نے پھر ایک گلاب جامن یا رس گلہ اسے دیا اس نے پھر گریز کیا تو چوہدری صاحب نے اسے کہا کہ تم نے پہلا گلاب جامن یا رس گلہ تو عجوبہ کے طور پر کھایا تھا۔ اب دوسرا گلاب جامن یا رس گلہ اس کے مزے کی وجہ سے کھاؤ۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا کہ آپ نے یہ کیا بات کہی۔ انہوں نے بتایا کہ انگریزی میں یہ محاورہ ہے کہ پہلی چیز عجوبہ کے طور پر ہوتی ہے اور دوسری چیز اس کے مزے کی وجہ سے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ تو ایک دنیوی ضرب المثل تھی۔ لیکن میں نے روحانیت میں بھی دیکھا ہے کہ پہلے چسکا لگانے کی ضرورت ہوتی ہے پھر خود بخود عادت پڑ جاتی ہے۔ ٹینکچرز جو الکحل سے تیار ہوتی ہیں۔ بچے اور جوان ان کے پینے سے گھبراتے ہیں۔ لیکن یورپ میں لوگ شراب تک مزے لے لے کر پیتے ہیں۔ اور روکنے کے باوجود اسے نہیں چھوڑتے۔ امریکہ میں جب شراب نوشی کے انسداد کے لئے قانون وضع کیا گیا تو ہزارہا موتیں وہاں صرف اس وجہ سے واقع ہوئیں کہ لوگ شراب پینے کے شوق میں سپرٹ پی لیتے۔ سالہا سال ایسا ہوتا رہا۔ کہ چونکہ لوگوں کو پینے کے لئے شراب نہیں ملتی تھی اسلئے وہ سپرٹ پی لیتے تھے۔ اور سپرٹ میں چونکہ زہریلی چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ اس لئے کئی اندھے ہو جاتے اور کئی مر جاتے۔ مگر پھر بھی وہ اپنی خواہش کو نہ روک سکتے۔ پس ہر چیز کے دو مزے ہوتے ہیں۔ ایک تو اس کا ذاتی مزا ہوتا ہے اور دوسرا مزا عادت کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں لوگ پان میں زردہ کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جس نے پہلے زردہ استعمال نہ کیا ہو وہ اگر زردہ کھا لے تو اسکے سر میں چکر آنے لگتا ہے مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ مجھے نقرس کی تکلیف ہوئی ایک دوست جو ہندوستان کے تھے انہوں نے کہا آپ پان میں زردہ ڈال کر کھائیں درد ہٹ جائے گی۔ میں نے کہا کہ میں نے تو زردہ کبھی نہیں کھایا۔ اسلئے اگر میں نے زردہ کھایا تو سر میں چکر آ جائے گا۔ انہوں نے پان میں زردہ ڈال کر مجھے دیا اور میں نے کھا لیا۔ اس سے درد میں واقعہ میں کچھ کمی ہو گئی۔ چند گھنٹوں کے بعد انہوں نے پھر مجھے پان میں زردہ ڈال کر دیا غرض دو دن ہم سفر میں رہے اور دونوں دن وہ برابر مجھے پان میں زردہ ڈال کر دیتے رہے۔ دو دن کے بعد میں نے دیکھا درد کی تکلیف کم ہونے لگی ہے۔ تب میں نے اسے چھوڑ دیا کہ کہیں اسکی عادت ہی نہ پڑ جائے غرض بڑی تکلیف دہ اور بدمزہ چیزیں بھی اگر علاج کے طور پر استعمال کی جائیں تو ان کی عادت پڑ جاتی ہے اور اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور جب ادنیٰ چیزوں کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تو دین کی قربانی کی عادت کیوں نہیں پڑ سکتی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ انسان کو ایک دفعہ قربانی کے لئے آگے لایا جائے۔ اسکے بعد خود بخود اسکے اندر ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور اسے دین کے کاموں میں ایسی لذت آنے لگتی ہے کہ ان کو ایک لمحہ کے لئے بھی چھوڑنا اسکے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ جسطرح ایک انسان کو روٹی نہیں ملتی تو وہ چلاتا اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے کہ خدایا مجھے روٹی دے اسی طرح اگر اسے اشاعت دین کی توفیق ملتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا ممنون ہوتا ہے۔ اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور اگر کسی وقت اسے دین کی خدمت کی توفیق نہیں ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے کہ وہ اسکی کمزوری کو دور کرے اور اسکے اندر دینی خدمات بجا لانے کی زیادہ سے زیادہ طاقت پیدا کرے۔ اس طرح قدم بقدم نیکی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اور جنت اسکے قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ لیکن سچائی سے منحرف لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ان کے لئے دینی قربانیاں جو ایک صاحب ایمان کیلئے بالکل آسان ہوتی ہیں۔ آگ کے شعلوں کا سا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ اور وہ ان سے دور بھاگتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ان سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا ایمان والے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانیوں کی آگ میں اپنے آپ کو جھونک دیتے ہیں اور وہ آگ ان کے لئے گلزار بن جاتی ہے۔ لیکن ایک منافق اور ایک گمراہ انسان کو وہی آگ جہنم کا ایندھن بنا دیتی ہے کیونکہ اسوقت اسکی بے ایمانی پر جو پردہ پڑا ہوتا ہے وہ اٹھ جاتا ہے۔

سزا کا مستحق بھی وہی ہوتا ہے۔ جسے سوچنے کا موقعہ ملے۔ اور پھر وہ نہ سوچے۔ اور انعام کا مستحق بھی وہی ہوتا ہے جو سوچ سمجھ کر کسی سچائی کو قبول کرے۔ رسمی اور آبائی مذہب یا رسمی اور آبائی طریقہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ظاہری طور پر بھی ہمیں یہی قانون نظر آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو آپ نے اپنی قوم کو یہی نصیحت کی کہ ہر بات پر غور کرنے کی عادت ڈالو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی آپ یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ سوچو اور سمجھو اور پھر کسی بات کو مانو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علمی طور پر صحابہؓ کو اتنی فضیلت حاصل ہو گئی کہ ان کا ان پڑھ بھی لوگوں کے سامنے اس طرح دلائل دیتا کہ مخالفوں کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ باقی نہیں رہ جاتا تھا کہ وہ ڈنڈے کے زور سے اپنی بات منوانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دلائل کے میدان میں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مثلاً شرک کی تعلیم ہے۔ ایک مکہ کا رہنے والا مشرک شرک کی یہ دلیل دیتا تھا کہ میرے ماں باپ نے ایسا کیا ہے کیا وہ جھوٹے تھے۔ کیا ان میں عقل نہیں تھی کیا ان میں تمیز نہیں تھی۔ سیدھی بات ہے کہ جب وہ کہیں گے کہ یہ لوگ ہمارے ماں باپ کو جاہل بناتے ہیں تو نوجوانوں کو جوش آ جائے گا۔ اور وہ کہیں گے کہ اچھا یہ ہمارے ماں باپ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ اور اس طرح وہ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ دلیل دی جاتی تھی کہ تم غور کر کے دیکھ لو۔ بتوں میں کوئی بھی طاقت اور قوت ہے جب ان میں کوئی بھی طاقت نہیں تو ان کی پرستش کس لئے کی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مکھی بھی اگر کھانا اٹھا کر لے جائے تو بت اسے چھین نہیں سکتے۔ جب یہ اس قدر کمزور اور بے بس ہیں تو انہیں خدائی کا مقام دینا کون سی عقلمندی ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جو شخص دلیل سے کسی بات کو تسلیم کرے گا اس کا مقابلہ وہ شخص نہیں کر سکتا جو بلا دلیل اور بلا سوچے سمجھے ماننے کا عادی ہو۔ بے دلیل ماننے والا بہر حال کسی نہ کسی جگہ جا کر رہ جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں بار بار آتا ہے کہ تفقہ سے کام لو۔ عقل سے کام لو۔ فکر سے کام لو۔ شعور سے کام لو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب کسی پر خوش ہوتے تو اسکے لئے یہی دعا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسکو سوچنے کی عادت ڈالے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے اندر تشریف لے گئے۔ میں لوٹا بھر کر باہر کھڑا رہا۔ جب آپؐ اندر سے نکلے تو میں نے آگے بڑھ کر پانی پیش کیا۔ اور وضو کرایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس فعل سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپؐ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ۔ اے اللہ! تو اسے دین کو سوچنے اور مسائل میں غور کرنے کی توفیق بخش۔ اور یہی اصل کام ہوتا ہے کہ انسان سوچے اور پھر کسی نتیجے پر پہنچے۔ یونہی کسی بات کے پیچھے چل پڑنا اور غور و فکر سے کام نہ لینا انسان کو اس کے اعلیٰ مقام سے گرا دیتا ہے۔ اسلام کی اسی تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ مسلمان جہاں بھی جاتے لوگ حیران رہ جاتے کہ ان لوگوں کا بچہ بچہ علوم جانتا ہے۔ اور بڑی بڑی با دلائل گفتگو کرتا ہے۔ اور پھر یہ سوچنے کا ہی نتیجہ تھا کہ ان کے ایمانوں میں تزلزل واقع نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ جو کچھ مانتے تھے سمجھ کر مانتے تھے۔ سوچ کر مانتے تھے اور ساری تشریحات کو مدنظر رکھ کر مانتے تھے اور پھر یہی وجہ تھی کہ مسلمان جان دیتا تھا تو لوگ حیران رہ جاتے تھے کہ یہ کس دلیری اور جرأت کے ساتھ اپنی جان دے رہے ہیں۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میرے ایمان لانے کی وجہ ہی یہ ہوئی کہ میں نے ایک مسلمان کو اس جرأت کیساتھ جان دیتے دیکھا کہ میں حیران رہ گیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ دشمنوں نے مسلمانوں کی جماعت دھوکہ سے گھیر لی۔ اور پھر مزید دھوکہ انہوں نے یہ دیا کہ انہوں نے ان گھرے ہوئے مسلمانوں سے یہ کہا کہ اگر تم پہاڑی سے نیچے اتر آؤ تو ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ جب وہ نیچے آ گئے تو انہوں نے حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو شہید کر دیا۔ وہ شخص جو اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا وہ کہتا ہے کہ میں کسی اور قبیلہ کا تھا لیکن ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان لوگ بے دین ہیں اور عربوں کے خلاف جذبات رکھتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے کانوں میں بار بار یہ باتیں ڈالی جاتی تھیں کہ مسلمان عربوں کے دشمن ہیں۔ اس لئے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ آ کر شامل ہو گیا اور مسلمانوں کا میں نے مقابلہ کیا اسوقت میں نے دیکھا کہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخص آگے بڑھا اور اس نے ایک مسلمان کے سینے میں نیزہ مارا جونہی وہ نیزہ اسکے سینے سے پار گیا بے اختیار اسکی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ فزت و رب الکعبۃ ۔ خدا کے کعبہ کی قسم! آج میں نے اپنا مقصد پالیا ۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ گرا اور شہید ہو گیا ۔ میں نے یہ الفاظ سنے تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات کیا ہے ۔ کیا یہ شخص پاگل تھا ۔ کہ دشمن اسے نیزہ مارتا ہے اور نیزہ بھی ایسی حالت میں مارتا ہے جب یہ اپنے وطن سے سو ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر ہے۔

اس وقت بجائے اس کے کہ یہ کہے ہائے اماں بجائے اسکے کہ یہ کہے کہ ہائے ابا! بجائے اسکے کہ یہ کہے کہ ہائے میری بیوی! وہ کہتا ہے تو یہ کہ خدا کے کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ کامیاب کہاں ہوا؟ یہ تو مر گیا تھا پھر اس نے یہ الفاظ کیوں کہے ۔ معلوم ہوتا ہے یہ شخص پاگل تھا ۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ کامیابی کیا چیز ہے اور ناکامی کیا چیز ہے؟ چنانچہ لڑائی کے بعد میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ کیا یہ کوئی پاگل تھا ۔ کہ جب اس پر حملہ کیا گیا تو بجائے اس کے کہ یہ کسی تکلیف کا اظہار کرتا اس نے کہا تو یہ کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ۔ وہ کہنے لگا مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں ۔ وہ مرنے میں کامیابی سمجھتے ہیں ۔ جب اس نے یہ بات کہی تو میرے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا اور میں نے کہا تب ضرور کوئی بات ہے ورنہ اس طرح جان دینے کے لئے کوئی تیار نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ ایک دن میں چوری چھپے مدینہ گیا ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو میرا دل کھل گیا اور میں نے سمجھا کہ اصل میں یہی سچائی ہے ۔ تب میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ مسلمان کیوں جان دیتا ہے ۔ مسلمان اسلئے جان دیتا ہے کہ اسے روشنی نظر آتی ہے

اور جسے روشنی نظر آجائے اس کا مقابلہ وہ شخص کہاں کر سکتا ہے ۔ جسے تاریکی ہی تاریکی دکھائی دے ۔

وصایا

ضروری نوٹ :۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل ۲۷۹۶۵/ میں رفیق احمد ولد اکبر علی صاحب قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرا بھرٹا کا ضلع میر پور آزاد کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱/۱/۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے ۔ (۱) کچا مکان مشتمل بر دو کمرہ جات مالیتی ۷۰۰۰/- روپے ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۲۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا ۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد رفیق احمد ساکن میرا بھرٹا کا آزاد کشمیر ۔ گواہ شد نمبر۱ محمود احمد اختر ولد بدر حسین میرا بھرٹا کا آزاد کشمیر ۔ گواہ شد نمبر۲ محمد صدیق ولد اکبر علی میرا بھرٹا کا آزاد کشمیر ۔

موصیان کرام

○ جائیداد سے مراد موصی صاحب کی مملوکہ وہ تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ہے جائیداد متصور ہوتی ہے ۔ خواہ وہ ہبہ کر دی گئی ہو یا بے نامی کی ہو اس کا حصہ جائیداد ادا کرنا ضروری ہے ۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد مفید و مجرب ادویہ

جنوب مفید اٹھرا قیمت فی شیشی ۱۵ روپے مکمل کورس ۴۵ روپے	**زد جامِ عشق خاص** قیمت ۵۰۰ روپے	**تریاقِ معدہ** خرابی ہضم کا مؤثر علاج قیمت ۱۰، ۲۰، ۳۰ روپے	**روشن کاجل** آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے قیمت ۵ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) دو دواؤں پر مشتمل قیمت ۱۷۵ روپے	**شباب آور موتی** قیمت فی شیشی ۸۰ روپے	**راحتِ جان** تبخیرِ معدہ کا علاج قیمت ۱۵ روپے	**سرمہ جواہر** مشہور و معروف تحفہ قیمت ۵ روپے
لیکوریِن قیمت ۲۰ روپے	**سونے چاندی کی گولیاں** قیمت ۲۰۰ روپے	**شربت صدر** نزلہ زکام اور کھانسی کا مؤثر علاج قیمت ۱۸، ۲۴ روپے	**تریاقِ بواسیر** خونی اور بادی بواسیر کیلئے قیمت ۲۰ روپے

● دوا منگواتے وقت بیماری کی مختصر کیفیت تحریر کریں ۔
● فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۱ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں ۔

بیرونی مریض پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
فون : ۵۳۴ ، ۶۳۴ ـــ پوسٹ بکس ۶۰

صاحبِ اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں ۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں ۔

۔ چھوٹا قد کورس	۱۰۰/-	DWARFISHNESS COURSE
۔ بول بستری کورس	۳۵/-	BED URINE COURSE
۔ مٹی چھوڑ کورس	۲۰/-	MITTI CHHOURE COURSE
۔ بے بی گروتھ کورس	۳۰/-	BABY GROWTH COURSE
۔ سوکھا پن کورس	۵۰/-	MARASMAS COURSE
۔ بے بی ٹانک	۱۰/-	BABY TONIC
۔ آہستہ دانت نکالنا کیور	۲۰/-	SLOW DENTITION CURE
۔ بے ترتیب دانت کیور	۲۰/-	IRREGULAR TEETH CURE

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون : ۶۰۶ ، ۷۷۱

نرینہ اولاد سے محروم حضرات ، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کے لئے امید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں

نرینہ اولاد کیپسولز بفضلِ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے

طاقت کا سرچشمہ **گولڈن پلز** پٹھوں کی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مقوی آزمودہ

تبخیر معدہ کے لئے مفید گولیاں

ایچ ۔ کے ۔ این گیس سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

دواخانہ **محافظ صحت**
مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمن علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز ۔ گول چوک ۔ اوکاڑہ
برانچ : کوٹ نہال سنگھ گلی ۲ مکان ۲۷ مین سٹریٹ اوکاڑہ

قدیمی ۔ اوّلین ۔ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷

ـــ برانچیں ـــ
۔ کراچی : فون : ۴۱۳۲۵۱
۔ لاہور : 1-D-۳ گلشن راوی
۔ ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
۔ منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
۔ رحیم یار خان : فون : ۴۷۹۹
۔ ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ ۔ فون نمبر ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ

فون ۵۹۲

کلاسیں صبح و شام ۔ داخلہ جاری ہے

سونے کی بہترین ورائٹی کا مرکز

طاہر گولڈ سمتھ

طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

فون دکان ۶۴۳

فون رہائش ۷۵۶

فینسی اور پائیدار زیورات آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں

الہدیٰ ماڈل کالج

منظور شدہ (RECOGNISED)

دارالنصر غربی ربوہ

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ (اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ۔ فیصل آباد

فرسٹ ایئر (گیارہویں جماعت) سال ۹۲-۱۹۹۱ء ایف ۔ ایس ۔ سی پری میڈیکل اور پری انجنیئرنگ ۔ ایف ۔ اے آرٹس اور کامرس (آئی ۔ کام) میں داخلہ کیلئے پراسپکٹس اور فارم کالج دفتر سے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک حاصل کئے جاسکتے ہیں ۔ G.H.Q کی طرف سے N.C.C کی ٹریننگ کا بھی باقاعدہ انتظام ہے ۔

پرنسپل :۔ پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد ایم ۔ ایس ۔ سی ، پی ۔ ایچ ڈی ، اے ۔ آر ۔ آئی ۔ سی ، ایف ۔ سی ۔ ایس (لندن)

ربوہ میں آپکے جیولرز

پاک گولڈ سمتھ

گولبازار ۔ ربوہ

فون : ۵۵۰ گھر : ۴۹ ، ۷۴۹ ، ۵۴۹

ہر قسم کی سٹیشنری اینڈ جنرل سٹور ارزاں نرخوں پر

خان سٹیشنری اینڈ جنرل سٹور

بالمقابل بورڈنگ ٹی ۔ آئی کالج ۔ ربوہ

حسن ٹریڈرز

روم ایئر کولر ۔ فائیو سٹار فین ۔ یونس فین ۔ عظیم فین ۔

پنکھے (جمبو ۔ نشان ۔ نیشنل)

واشنگ مشین (جمبو ۔ صوبی ۔ نیشنل سلیقہ)

سٹیبلائزرز (یونیورسل ۔ نیشنل)

گیس کے چولہے ۔ سیل فیکٹری ریٹ پر ۔ نہایت ارزاں قیمت ۔ مکمل گارنٹی ۔

بالمقابل ایوان محمود گولبازار ۔ ربوہ

فون ۴۵۴

ANAM TRAVELS

انعم ٹریولز

آپ کا اپنا ادارہ

دنیائے سفر میں آپ کے ہم سفر

ٹیلیفون ٹیلیکس کی سہولت کیساتھ

ویزے کی معلومات اور خصوصی رعائتی ٹکٹوں کے حصول کیلئے نیز بیرونی ملک آپ کے سفر کیلئے ہماری مستعد خدمات آپ کیلئے ہیں ۔ خدمت کا موقع دیجئے ۔

۱۴ ۔ ڈی فیروز سنٹر (نزد طیاق) فضل حق روڈ بلیو ایریا ۔ اسلام آباد

ٹیلیفون : ۸۱۸۰۵۷ ، ۸۵۳۴۸۹

ٹیلیکس : ۵۴۵۹۲ TDISB

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام

NASA

ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا ۔

ناسا اسٹیٹ ڈویلپرز اینڈ بلڈرز فیصل آباد

فون : آفس : ۴۴۲۸۶ ، ۴۷۰۹۲

رہائش : ۴۳۱۱۵

طالب دعا : سہیل مشتاق

حنیف ہومیو پیتھک کلینک

۱۷۶ ۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

موسم سرما کے اوقات کار :

اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک ۔ شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک

ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے ۔

خاکسار : ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

کول بریز

ریفریجریٹر ۔ ایئر کنڈیشنر ۔ ڈیپ فریزر اور آٹومیٹک واشنگ مشین کی معیاری مرمت کے لئے ۔

۵۸ ایگرو اسکوائر شادمان مین مارکیٹ لاہور

فون : ۴۸۸۸۴۴ ، ۴۸۰۹۴۴ مکمہ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

رقبہ برائے فروخت

خود کاشت ۷۸ ۔ ایکڑ زرعی زمین فوری قبضہ برلب پکی سڑک ۔ ربوہ سے ۱۸ میل (ساہیوال روڈ) ۔ دو ٹیوب ویل (ایک بجلی پر) مع پختہ عمارت دو کمرے ۔ ہر قسم کے قرض / بار سے پاک ۔ ٹریکٹر ۔ ٹرالی ۔ ہل ۔ کراہ گندم کاٹنے کی مشین اور دیگر زرعی آلات ۔ رقبہ زرعی (انڈسٹری و کاشت) کے لئے نہایت موزوں ۔ مناسب قیمت برائے فروخت موجود ہے ۔

رابطہ :۔ رانا تحسین الرحمٰن معرفت چوہدری احمد الدین خان ۔ فون گھر ۴۳۰۳۶ ۔ B ۔ ۲۰۳ پیپلز کالونی فیصل آباد ۔ ربوہ دفتر فون : ۷۷۴ گھر فون : ۴۶۷

پتہ

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد • اٹھرا • سوکھا • گرمی • گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ

پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰

فون ۷۴۸۴۴ ، ۷۶۴۹۷ ، ۰۴۳۱

زیر نگرانی : حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں :۔ ربوہ : اقصیٰ چوک نزد ٹیلر بکس ، ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ، لاہور : جوہر ویو فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالووالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ ۔

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ